



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 رَبِّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا



THE ALFAZLI QADIAN

الفصلی

اختیار فی پرچار قادیان



جماعت احمدیہ کراچی جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت امیر المؤمنین حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۴ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۶ء شنبہ مطابق ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ جلد ۱۹

پروگرام جلد سالانہ ۱۹۲۶ء

المسیح

مقرر	مضمون	وقت
	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و عافیت میں خطبہ جمعہ ۲۵ نومبر میں حضور نے اعلان فرمایا کہ آئندہ خطبہ ایک بجے کے قریب شروع ہو جائے گا تاکہ نماز اول وقت ہو سکے۔	
	جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ بیرلہ جو مسلمانان پنجاب کے نمائندہ کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ خدا فضل سے بخیر و عافیت واپس آگئے ہیں۔	۹ بجے سے ۹ بجے تک
	۲۶ نومبر حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے جناب حافظ روشن علی صاحب معتمدین طلباء و مبلغین کا اس موقع پر اظہارِ عقائد اور مبارکبادیں۔	۹ بجے سے ۱۰ بجے تک
	جناب میر محمد الحق صاحب فریاد حضرت صاحب حافظ روشن علی صاحب جناب شیخ محمد رؤف صاحب	۱۰ بجے سے ۱۰ بجے تک
	تلاوت قرآن کریم و نظم افتتاحی تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و دعا خطبہ مجلس استقبالیہ فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دیوں کی تعلیم اور موجودہ ہندو مذہب نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک	۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک
	دوسرا اجلاس مسئلہ تثلیث۔ اسکی تاریخ اور عین نیت میں اس کا شروع	۱۱ بجے سے ۱۱ بجے تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت

مضمون

مقرر

۳ بجے سے ۴ بجے تک

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام

جناب حکیم فیصل احمد صاحب موٹگیوی

دوسرا دن ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء بروز شنبہ

پہلا اجلاس

۹ بجے سے ۱۰ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم

جناب لوی سید سردار شاہ صاحب

سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

اقتصادیات پنجاب

فتح محمد سیال ایم۔ اے

ہندوؤں کا اسلام پر حملہ اور اس کے مقابلہ کا طریق

ناز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک

دوسرا اجلاس

اڑھائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۸ نومبر ۱۹۲۶ء بروز چہار شنبہ

پہلا اجلاس

۹ بجے سے ۱۰ بجے تک

تلاوت قرآن کریم و نظم

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

یورپ میں اہم اسلامی کی حالت اور احمدی جماعت کا فرس

جناب ناظر صاحب اعلیٰ

صیغہ بیات کی کارگزاری پر تبصرہ

جناب مولوی غلام رسول صاحب تاجیکی

خدمات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

تلاوت قرآن کریم و احکامات العقائد

ناز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک

دوسرا اجلاس

اڑھائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شروع ہوگی

وقت

سالانہ جلسہ کا یہ پروگرام پوسٹر کی شکل میں بھی چھپوا کر بیرون نجات کی جماعتوں میں بھیجا جائیگا۔ لیکن برصغیر کے شہروں کی جماعتوں کو اپنے شہر کی وسعت کے لحاظ سے خود سے خوبصورت طور پر چھپوا کر بکثرت شائع کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو جلسہ میں شرکت کی تحریک ہو۔ گزشتہ سال پشاور اور راولپنڈی اور لاہور کی جماعتوں نے اپنے اپنے پروگرام چھپوا کر شائع کیا تھا۔ جو بہت سفید ثابت ہوا۔ اس سال بھی نہ صرف ان جماعتوں کو بلکہ دوسرے شہروں کی جماعتوں کو بھی پروگرام شائع کرنا چاہیے۔

فتح محمد سیال ناظر دعوت و تبلیغ

دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

جناب خاں ذوالفقار علی خاں صاحب

درخواست دعا

نیاز مند ذوالفقار علی خاں صاحب

ناظر اعلیٰ دہلی سے تحریر فرماتے ہیں۔

احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ جناب خاں صاحب

میری اہلیہ کلاں والدہ حبیبہ السرفاں طویل عمر کا مرض

کی اہلیہ کو شفا بخشے۔

نسوانی کی وجہ سے آپریشن کرانا تجویز ہوا ہے۔ یہ نازک

۲۱) شیخ احسان علی صاحب کارکن نور ہسپتال کی اہلیہ صاحبہ

آپریشن ہے۔ اور خطرناک ہے۔ اس لئے مجھے تردد و فکر ہے

بھی بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

انجمن میں اعلان دعا کریں۔ چالیس مومن جس امر کے لئے

پیائے کے پیائے

محبوب حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر کوئے صنم کا رہنا بھی نہیں محبوب ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ظہور بعثت ثانیہ یعنی مسیح موعود بھی یہاں ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس نے زمانہ ظلمت میں چاند کی طرح رسول اللہ صفا تم البینین سرا جابا منیر اسے روشنی حاصل کوئے پھر ہیں اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کا حسن و جمال دکھایا۔ یہ جبری اللہ آیا اور تقاضائے بشریت اپنی مدت پوری کر کے دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر تیرے نور کی طرح چمکنے والے صحابیوں کو ہمارے درمیان چھوڑ گیا۔ دنیا لوگوں کا خوش ہو کہ موعود ادیان کے درویش تمہارے اندر موجود ہیں۔ ان کے چہرے خدای حسن سے منور ہیں۔ ان کے دل ایمان و محبت الہیہ سے لبریز۔ وہ مستانہ دار خدا کی محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں ان کے چہروں سے ان کی آواز ان کی ہر حرکت و سکون سے کسے شش اپنی کا شمار عیاں ہوتا ہے۔ مگر آہ! ہائے افسوس یہ مقدس ستیاں بھی یکے بعد دیگرے ہمیں داغ جہدائی دیتی جا رہی ہیں۔ کل نفس ذائقۃ الموت حضرت نشی عبد اللہ صاحب سواری کے نام سے اس ان کے تقریر سے بھی موعود یاد آجاتے تھے۔ آخر وہ خود بھی مشیت ایزدی کے ماتحت ہم غریبوں کے دلوں کو حزیں بنا کر ہم سے جدا ہوا۔ حضرت نشی عبد اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پہلا لئے دو گئے صدیہ کا باعث ہوا۔ مسیح موعود کا صحابی بھی ہم سے جدا ہوا اور حضور کا مجسم نشان بھی اس صدیہ کے وقت ہی دعاؤں سے نکلے گا۔ خدا کرے کہ حضرت مسیح موعود کو دیکھنے والے صاحب مبارک دست دراز تک ہمارے اندر زندہ رہیں۔ خدا کرے کہ کئی نسلیں ان کے نور سے مستفیض ہوں۔ خدا کرے کہ اطمینان کی فتوحات کا زمانہ آگرددن رات اپنے اد پر کئی موتیں وارد کرتے ہوئے ان نون کی نجات کی کوشش کرنے والے اور انکو محبوب حقیقی سے ملانے کے لئے محنت کرنے والے حضرت شاہد کے اصحاب جلد تر اس زمانے کو دیکھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ دنیا کے بادشاہ اصبی مسیح کے ماتحتوں ہی برکت حاصل کریں۔ آمین فاکس رابر الدین احمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر جنیوہ۔ یوگنڈا

ماہواری اپڈیشن

اگرچہ رمضان کے لحاظ سے احباب کرام نے انجمن کا ماہواری اپڈیشن بہت پرند فرمایا تھا۔ لیکن بعض مشکلات کی وجہ سے فی الحال اس کی اشاعت ملتوی کرنی پڑی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس کی اشاعت کے سامان پیدا کر دے۔

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء

حمت کا سالانہ اجتماع

ہر زندہ قوم کچھ نہ کچھ عرصہ کے بعد اپنے افراد کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ اپنے گزشتہ اعمال اور انفعال کا جائزہ لے سکے۔ اور آئندہ کے لئے ان میں زندگی کی تازہ روح پھونک سکے۔ جماعت احمدیہ کا بھی ایک ایسا ہی اجتماع ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ایک احمدی سے شمولیت کی خواہش کی جاتی ہے۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ اجتماع بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہی درجہ رکھتا ہے۔ جو دوسری اقوام کے اجتماعوں کو حاصل ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہمارے سالانہ اجتماع اور دوسروں کے سالانہ جلسوں میں فرق ہے۔ اور بہت بڑا فرق ہے۔

ہمارا سالانہ جلسہ اس انسان کا قائم اور توجیز کردہ ہے۔ جو خدا کے پاک کی طرف سے اسلام کی حفاظت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا اور جو دنیا کی رستگاری اور روحانی مرلیوں کو شفا بخشنے کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ پس اس اجتماع کی بنیاد کے متعلق یہ معلوم کر لینے کے بعد یہ سمجھنا بالکل آسان ہے کہ ہمارے جلسہ کی غرض و غایت مادی و سفلی اغراض سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔ اس اجتماع کا مقصد و حید یہ ہے۔ کہ لوگوں کو دنیا پر مقدم کریں۔ عبادت معبود کے درمیان جو حقیقی رشتہ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی شناخت کی استعداد پیدا کی جائے۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعجازی تاثیرات اور قوت قدسی کے ان کمالات کا اظہار کیا جائے۔ جو ظاہر میں آنکھوں سے پوشیدہ اور مستور ہیں۔ آری یہ عیسائی اور دیگر معاندین کی طرف سے اسلام اور سرور کائنات کے متعلق جو بہرہ وہ الزام اور جہلانہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے دندان شکن اور حقیقت و معرفت سے بھرے ہوئے جواب

دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں :-
صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کا اجتماع سارے ہندوستان میں سوائے قادیان کے اور کسی جگہ نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔ جو تنظیم کے لحاظ سے ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اور ایک راہ نمائی راہ نمائی میں کام کرتی ہو اور جب تک مسلمانوں میں ایسی تنظیم قائم نہ ہوگی۔ اس وقت تک ان کے لئے کامیابی محال ہے۔ پس ضروری ہے۔ مسلمان جماعت احمدیہ کے حالات اور اس کے انتظام کا مطالعہ کریں۔ اور وحدت کی وہ روح دیکھیں جس پر اس زمانہ میں مسلمانوں کی کامیابی کا انحصار ہے۔

موجودہ زمانہ وہ ہے۔ جس کے متعلق مخبر صادق نے علیم و خیر ہستی سے آگاہی حاصل کر کے فرما دیا تھا۔ کہ شیطان اپنی جملہ قوتوں کے ساتھ صداقت پر حملہ آور ہوگا۔ اور آخری مرتبہ حق کو مغلوب کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کریگا۔ اسی وجہ سے موجودہ زمانہ اسلام کے لئے نہایت ہی تشویش انگیز اور سخت امتیاز و مصائب کا زمانہ ہے۔ یہ حالات اس امر کے مقتضی ہیں۔ کہ مسلمان نہ صرف اند فارع کے لئے طیار ہوں۔ بلکہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ مگر مسئلہ امر ہے کہ انتشار اور اشتقاق کی حالت میں کوئی قوم اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتی۔ کجا یہ کہ وہ غلبہ حاصل کرے۔ حوادث اور مصائب کا وہ تلاطم خیر طوفان جو آج اسلام پر ابٹنڈا چلا آرہا ہے۔ پکار پکار کر اس بات کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ کہ مسلمان ایک سلک میں منسلک ہو کر اپنے نیک و بد کو سوچیں۔ دشمنان صداقت کے بد ارادوں اور مخفی ساز سے مطلع ہو کر حفاظت اسلام کے مسئلہ پر غور کریں۔ اور پوری قوت اور طاقت کے ساتھ حملہ آوروں کے منہ پھیر دیں۔

پس اسے برادران اسلام۔ جن کے دلوں میں اسلام کے لئے درد ہے۔ جن کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ اور جن کے قلوب اسلام کی نازک حالت دیکھ کر سخت کرب و اضطراب میں ہیں۔ اسلام کی خاطر اس پیارے اسلام کی خاطر جس کی اشاعت کے لئے ہمارے آبا و اجداد نے اپنے خون پانی کی طرح بہائے۔ جس کی خاطر انہوں نے ہر قسم کے مصائب بھیلے تھے۔ آپ بھی اس کی خاطر اتنی قربانی ضرور کریں۔ کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوں۔ تا اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے اس وقت تک اسلام کی کیا خدمت کی۔ کیا کر رہی۔ اور آئندہ کے

متعلق کیا ارادے رکھتی ہے۔ اور انہیں پورا کرنے کے لئے کس قدر بے تاب ہے :-
یہ دیکھنے کے بعد فیصلہ کریں۔ کہ ہماری خاطر نہیں بلکہ پیارے اسلام کی اشاعت کی خاطر ہمارے ساتھ اتحاد کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔
جو اصحاب جلسہ کے موقع پر تشریف لائیں گے وہ اس امر کا مطالعہ کر سکیں گے۔ کہ قادیان کے شہیدانہ درجہ کس طرح بسر ہوتے ہیں اور یہاں اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے کیا ٹھوس اور مستقل کام کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں بعض کو تو اندیش اور حاسد لوگوں کی طرف سے محض ذاتی عداوت کی وجہ سے جو انتہا مات لگائے جاتے ہیں۔ ان میں کہاں تک صداقت ہے۔
اپنے احمدی اصحاب کو اس جلسہ کے محاسن اور فوائد کے متعلق کوئی بات کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہاں یہ عرض ناگزیر ہے۔ کہ ہر احمدی اپنے لئے فرض سمجھے۔ کہ وہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو کوشش کر کے اپنے ساتھ جلسہ پر لائے۔ تا وہ سلسلہ اس کے نظام اور اس کے افراد کے مشاغل سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ اور اپنی اور اسلام کی فلاح و بہبودی کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی مصائب رائے سے مستفید ہو سکیں :-

شاہ کابل کا سفر یورپ

ہر مہجستی شاہ کابل کے سفر یورپ کا جو پرزور گرام شائع ہوا ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ آپ ۸ دسمبر کو افغانستان کی سرحد بلوچستان پر بمقام قندھار پہنچے۔ یہاں سے کوئٹہ کے راستہ ۱۲ دسمبر کو کراچی وارد ہوئے۔ پھر کراچی سے بذریعہ جہاز بمبئی تشریف لے جائیں گے۔ اور یہاں سے ۷ دسمبر کو جہاز راجپوتانہ میں سوار ہو کر یورپ روانہ ہو جائیں گے۔

نہ معلوم پشاور سے بمبئی کا سیدھا اور آرام دہ راستہ چھوڑ کر کیوں بمبئی پہنچنے کے لئے ایسا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جو غیر معروض ہونے کی وجہ سے نسبتاً کم آسان ہے۔ پشاور سے بمبئی تک ریلوے کے ذریعہ بہتر سے بہتر آرام کا انتظام ہو سکتا تھا۔ علاوہ ازیں مسلمانان ہند کو شاہ کابل کے استقبال کو وقفہ کی ضرورت تھا۔ اگر شاہ کابل یہ راستہ اختیار کرتے تو ہم بھی باوجود ایک مسلم حکومت کے ماتحت ہونے کے ان کا بہترین خیر مقدم کرنے میں اور بیخ نہ کرتے۔ اور حقیقی اسلامی اخلاق کا ثبوت پیش کرتے۔

اسلام اور مسئلہ طلاق

ولایت ایک اخبار میں احمدی مبلغ مضمون

اخبار آبرور میں ایک انگریز مسٹر کننگ نے اسلام کے مسئلہ طلاق کے متعلق ایک خط شائع کرایا تھا۔ اس کے جواب میں ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے۔ احمدی مشنری نے اسی اخبار میں ایک مضمون شائع کرایا۔

مسٹر کننگ لکھتے ہیں۔ آپ کے اخبار کی گذشتہ اشاعت میں ایک نامہ نگار اس عام خیال کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔ کہ اسلامی قانون کے ماتحت طلاق ایک آسان امر ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ ایک مسلم چند گواہوں کی موجودگی میں اپنی زوجہ کو کہہ تو سکتا ہے۔ کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں لیکن اس عورت کے والدین ایسے سادہ لوح نہیں ہوتے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو کچھ دیوبندی کے طور پر رہ چکنے کے بعد آسانی کے ساتھ اپنے گھر میں بٹھالیں۔

ہندوستان میں سوائے غریب طبقہ کے باقی سب لوگ اپنی لڑکیوں کو جہیز دیتے ہیں۔ جو کہ عند الطلاق لڑکی کے باپ کو پورا پورا واپس ملنا چاہیے۔ اور یہ امر ایک مسلمان کے لئے ایسا ہی مشکل ہے۔ کہ وہ اپنی زوجہ کا جہیز واپس کرے۔ جیسا کہ پتھر سے خون نکالنا ناممکن ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں طلاقوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔

فریڈ برائن اگر ایک مسلمان اپنی بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دیدے۔ تو وہ دوبارہ اس کے ساتھ شادی اس صورت میں کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ عورت کسی دوسرے سے شادی کرے۔ اور وہ شخص بھی کسی وجہ سے اس کو طلاق دیدے مگر چونکہ یہ طریق مشرق میں ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں طلاق پر نسبت یورپ و امریکہ کے بہت کم ہے۔

اس کے متعلق ملک غلام فرید صاحب ایم اے نے لکھا۔ مسٹر کننگ اسلامی طلاق کے قوانین کے متعلق چونکہ پوری پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے انہوں نے اسلام میں طلاق کی کمی کے متعلق جو وجوہات بیان کی ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ ایک مسلمان کے صرف ناراضگی میں گواہوں کی موجودگی میں یہ الفاظ عورت کو کہہ دینے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ طلاق نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس کی تکمیل میں تقریباً تین ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ خاوند کے لئے لازم ہے۔ کہ بہراہ ان ایام میں جب کہ عورت حیض و نفاس سے پاک ہو۔ طلاق

کا اعلان کرے۔ تیسرے مہینہ میں قبل اس کے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں۔ اگر وہ باہمی رضامندی کرنا چاہیں۔ تو کر سکتے ہیں۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں خاوند زن و شوئی کے تعلقات نہیں رکھ سکتا۔ اسلام میں طلاق اسی طرح علانیہ ہوتی ہے۔ جیسے شادی اور حکومت و وقت کو اگر اس امر کا یقین ہو۔ کہ اس کے لئے کافی وجوہات نہیں ہیں۔ تو وہ اس میں مداخلت کر سکتی ہے

یہ قوانین اور ان کے علاوہ رسول کریم کا ارشاد کہ تمام ان امور سے جن کی اجازت دیکھی ہے۔ طلاق خدا تعالیٰ کے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ ہے۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان مردوں اور عورتوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو آئے دن طلاق کے بعد نئی شادیاں کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں طلاق کی کمی کی اصل وجہ ہے۔

پس یہ ظاہر ہے۔ کہ مسٹر کننگ کا یہ خیال کہ چونکہ مسلمان جہیز کی دلیلی پسند نہیں کرتا۔ اس لئے طلاق کم ہوتی ہے۔ صحیح نہیں۔ اسلام میں عورتیں تمام اس جائداد کی جو ان کے والدین کی طرف سے ملتی ہے۔ واحد مالک ہوتی ہیں۔ اور اس پر خاوند کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ نہ صرف جہیز بلکہ ہر بھی جو شادی پر مقرر ہو جاتا ہے۔ اور جس کی ادائیگی خاوند کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ مسلمان عورتوں کی ملکیت ہوتی ہے جس کو وہ بغیر اجازت بلکہ بغیر اطلاع خاوند جہاں چاہیں فرج کر سکتی ہیں۔ اور مسلمانوں میں عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ خواہ طلاق کا کوئی امکان ہو یا نہ ہو۔

اسلامی قوانین کے ماتحت صرف یہی نہیں کہ خاوندان سب چیزوں کو جو اس نے اپنی بیوی کو دی ہوتی ہیں۔ خواہ وہ زیورات یا تحائف کی صورت میں ہوں۔ واپس نہیں لے سکتا۔ بلکہ علیحدگی کے وقت اس کو کچھ اور بھی اپنے پاس سے دینا ضروری ہے۔ طلاق کے بعد دوبارہ شادی کے متعلق جو قوانین ہیں۔ وہ طلاق کی کمی پر خواہ اثر انداز ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن ان سے کم از کم شادی کی تقدیریں اور اہمیت اور نسخہ نکاح کی سنجیدگی کا ضرور اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ملک صاحب کا مذکورہ بالا خط پڑھ کر ایک انگریز مسٹر ولیم آرمیکلن نے آپ کو حسب ذیل مکتوب ارسال کیا۔

جناب سن! میں نے مسئلہ طلاق کے متعلق آپ کا خط بنام ایڈیٹر صاحب آبرور نہایت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ میرے کئی ایک دوستوں نے کئی دفعہ اس مسئلہ پر خیال آرائی کی ہے۔ اور میں ایسے صاف اور واضح مضمون کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ اقتباس ان قدر

کو ارسال کروں۔ آپ یہ معلوم کر کے خوش ہونگے۔ کہ بسا اوقات میں نے اسلام کے متعلق صحیح معلومات ہم پہنچانے کی کوشش کی ہے مگر اس وقت مجھے صرف وہ مختلف رسائل اور کتب ہی حاصل ہو سکی ہیں۔ جو کہ کئی پرچہ مشتری سوسائٹی نے شائع کی ہیں۔ اور آپ اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ ان میں اسلام کے ساتھ مصفاہ سلوک نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں خوش ہو گیا اگر آپ میرے قیمت بھیجے پر مجھے کچھ اسلامی لٹریچر ارسال کریں گے۔ میرے پاس ایک چھوٹی سی کتاب بنام *Principles of Islamic Law* اور ایک نسخہ قرآن کریم کا موجود ہے۔

میرے ایک رشتہ دار نے پچھلے سال آپ کی مسجد کی افتتاحی رسم میں شرکت کی تھی۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ اگلے ماہ جب میں لندن آؤں۔ تو اس مسجد کو بھی دیکھوں۔

درسگاہ ندوۃ العلماء ایک ہندو کے قبضہ میں

کچھ تو تجارت سے غفلت کے باعث اور کچھ مندروں سے چھوٹ چھات نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی اقتصادیت حالت نہایت ہی پست ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان ہیں جو اس غفلت کے ماتحت اپنی لکھو کھا روپوں کی بیش بہا جائدادیں مندروں کے حوالے کر کے آج اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کے قیام کے لئے ان کے دست نگر ہیں۔ اور حالت روز بروز اس سے بھی زیادہ خطرناک اور مایوس کن ہوتی جا رہی ہے۔ ذاتی جائدادوں سے بڑھ کر مسلمانوں کی مذہبی انسٹی ٹیوشنز بھی برادران وطن کی سرمایہ داری کا شکار ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اخبار اٹلیٹل میرٹھ ۲۲ نومبر لکھتا ہے۔

آج کی دینی عربی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء ایک ہندو ٹھیکہ دار کی سات ہزار روپیہ کی مقروض ہے۔ اور جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے کچھ مدت قبل فرمایا تھا۔ ندوۃ العلماء کے ارباب حل و عقد اس ہندو ٹھیکہ دار کے رحم و کرم پر آج ایک سال سے جی رہے ہیں۔ مسلمانوں کی پستی اور بے بسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی ایسی درسگاہ جس کے ذریعے وہ اپنے مذہب کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور جس سے وہ کفر و شرک کو دنیا سے نامد کر نیکی ارادے رکھتے ہیں۔ خود اسی کے زندہ رہنے کیلئے کفر کا وجود ضروری ہوگا اگر اب بھی مسلمان اپنی اقتصادی حالت درست کر لیں تو پھر کوئی وقت آئیگا۔ جب وہ توجہ کریں گے۔

«ستیا رتھ پرکاش» اور «مادر مہند»

کتاب «مادر مہند» کی وجہ سے مسیو کے خلاف ہندوؤں بھر کے اخبارات اور خاص کر ہندو پریس نے نفرت و عناد کا جو زہر لگایا ہے۔ وہ منہاج بیان نہیں۔ مسلم پریس بھی بڑی حد تک ہندو پریس کی ہمنوائی کا دم بھرتا رہا ہے۔ لیکن امنوس ہے۔ کہ جو طریق ہندو پریس نے اپنی نفرت و عناد کے مظاہرے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور جس کی کیفیت «پر تاپ» «ملاپ» «مبندے ماترم» وغیرہ اخبارات کے ان کالموں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ جو اس خاص بحث کے لئے وقف رہے ہیں۔ وہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں سمجھا جاسکتا۔

الضاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ مسیو کی تحریر کو واقعات اور مشاہدات کی بنا پر غلط ثابت کیا جاتا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسا کیا گیا۔ اس کے برعکس تمام اخبارات نے مسیو کا سا انداز تحریر اختیار کرتے ہوئے دلائل کے بعض شرمناک واقعات کو نقل کر کے اپنے دامن سے داغ لائے بدنامی و عصبانیت کی ناکام کوشش کی ہے۔ مثلاً یہ کہ یورپ میں مسیو سن میں اتنی کنواری اتنی بیوہ اور اتنی شادی شادا عورتیں عصمت دری کرداتی ہوئی بیچڑی گئیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہندو پریس کی سمجھ میں مکن ہے۔ یہ بات سنا سکتی ہو۔ لیکن کم از کم میری سمجھ سے تو یہ بات بالاتر ہے۔ کہ آخر مسیو کی تحریر اور ان اخبارات کی تحریر میں کونسا فرق ہے۔ پھر جب مسیو کے خلاف تقاضائے انسانیت سے مجبور ہو کر پرنٹسٹ کیا جا رہا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسی زور سے ان تحریرات کے خلاف بھی پرنٹسٹ نہ کیا جائے۔

کاش! ہندو پریس صحیح معنوں میں پرنٹسٹ کرتا اور وہ جیسا کہ میں پہلے کہ چکا ہوں۔ صرف اسی طرح ہو سکتا تھا کہ اپنی علی زندگی اور روزمرہ کے مشاہدات سے مسیو کے مجموعہ ترغیبات کو غلط قرار دیا جاتا۔ ہندو پریس کو یاد رکھنا چاہیے۔ عذر گناہ کا جو طریق اس نے اختیار کیا ہے عقل اس کا اعلیٰ الامکان مضحکہ آوار ہی ہے دوسروں کو زخم لگانے سے اپنے زخم کے اندمال کی آرزو کرنا حماقت محض ہے۔

عقل سلیم رکھنے والے اشخاص اب یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر ایسا غلط طریقہ کار اختیار کرنے میں کوئی مصلحت مضرتی لیکن برادران ہندو خوب جانتے ہیں۔ کہ تاقیامت وہ اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ یا کم از کم جب تک ان کی مقدس ترین کتاب «ستیا رتھ پرکاش» موجود ہے اس

کی وجہ بیان کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کر دوں گا۔ مسیو کی تصنیف «ستیا رتھ پرکاش» کی تعلیم کی آئینہ دار ہے۔

سنشخصیت نے برادران ہندو کی ذہنیت کو استفادہ نقل کر دیا ہے۔ کہ اب تو ان پر رحم سنا آنے لگا ہے۔ مجھے حیرت ہے۔ کہ ہندو پریس نے اپنے مخصوص شیوہ دروغ بانی سے کام لیکر دوسروں کی دل آزاری کرنا نامعلوم کیوں معراج تحریر اور اپنی زندگی کا مقصد وحید سمجھ رکھا ہے۔ شخصیت نے ان کی آنکھوں پر ہند اور تعصب کی ایسی رنگین عینکیں تے چڑھا رکھی ہیں۔ کہ اب ان کو دوسروں کی آنکھ کا رنگا ڈھونڈا وقت اپنی آنکھ کا شستیر بھی نظر نہیں پڑتا۔

اس قسم کی مہلک تعصب پرستی اور تغافل کیشی کا لابدی نتیجہ «مادر مہند» کی مکر وہ صورت میں نظر آ رہا ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ جس سے کوئی صحیح الدعا شخص انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ «ستیا رتھ پرکاش» کی تعلیم مسیو کی اس رسوائے عالم تصنیف کی واحد ذمہ دار ہے۔ میرا خیال ہے۔ خیال کیا گیا بلکہ یقین داثق ہے۔ کہ اگر سوامی دیانند صاحب اپنی قوم پر رحم فرماتے جو اپنی مقدس ترین «ستیا رتھ پرکاش» میں نیوگ کی تعلیم کا ذکر نہ فرماتے تو آج «مادر مہند» کی صورت بھی نظر نہ آتی۔ اور نہ ہندوؤں کو بنادنی مظاہرہ کی ضرورت لاحق ہوتی۔ بنادنی اس لئے کہا ہے۔ کہ اگر یہ صحیح و پکار صریح تصنیع اور بناوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ان کا مقدس مذہب ان کو ایسی تعلیم نہیں دے رہا! (ملاحظہ ہو «ستیا رتھ پرکاش» مطبوعہ مکتبائیل پریس لاہور ۱۹۵۷ء سطر تیسری)

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر..... تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے لیکن اس بیابانے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کہہ سکتا ہے) عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنس کر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک اپنی اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجئے،

خط کشیدہ الفاظ میں جس غیرت مندی کا اعلان کیا گیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے پھر ملاحظہ ہو ۱۹۹۵ء سطر ۱۰

«اگر مرد تکلیف دہندہ ہو۔ تو عورت کو چاہیے کہ دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیابانے خاوند کی وارث اولاد پیدا کرے مسیو پانچواں فرقہ کرنے والے ہندو اپنے گریبانوں میں منڈ لائیں اور سچیں کہ میں پورا غرض نہیں لگتا کہ حق بجانب میں مساجدات مناسن مناسن

اسلامی پردہ اور برقعہ

اس وقت ہندوستان میں جہاں اور سحر یکیں زردوں پر ہیں۔ وہاں برقعہ سے کلی نجات یا کم از کم اس میں ایک خاص تبدیلی (جو برقعہ کی ماہیت کو بالکل بدل دے) کی تحریک نے بھی کافی شہرت حاصل کر لی ہے اس تحریک کا محرک کہیں تو یورپ کا موجودہ تمدن ہے اور کہیں ترکی کا حال ہی میں پردہ کو خیر باد کہنا۔

یہ ذہنیت عورت کی خلقت میں تدبیر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ ان کے ادبار کی وجہ بہت حد تک عورت کا پردہ ہے کیونکہ پردہ میں رہ کر وہ مرد کے دوش بدوش زندگی کے عملی شعبوں میں حصہ نہیں لے سکتی۔ حالانکہ اس کی اصل وجہ جہاں تک پردہ کا دخل ہے۔ پردہ کا غلط استعمال ہے۔ اول تو عورت کی خلقت ہی اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ اس کا حلقہ عمل مرد سے بالکل جدا لگانا ہے۔ پھر کیوں اس سے اس بات کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ نیچر کے منشاء کے خلاف ہے۔ کاش! اس بات کو سمجھا جاتا۔ کہ بچوں کی تربیت وغیرہ جو عورت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ اس کی حیثیت کو اس کے پیرسٹر اور سنسٹر بننے سے کہیں اعلیٰ اور ممتاز بنا دیتی ہے۔ کیونکہ عورت صرف بچہ کی ہی ماں نہیں۔ بلکہ وہ دراصل قوم کی ماں ہے۔ جس کا کچھ مستقبل قریب میں درخشندہ گوہر ہو سکتا ہے۔ پھر اگر بعض باتوں میں عورت کے اعمال کا مرد سے اشتراک بھی ہے۔ تو کون کہتا ہے۔ کہ اس کو چوبیس گھنٹہ گھر کی چار دیواری کے اندر محصور رکھا جائے جو مفہوم مسلمانوں نے پردہ کا سمجھ رکھا ہے۔ اس کے لحاظ سے تو عورت کو باہر کی ہوا لگنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ غیر مرد کے نام سے واقفیت گناہ۔ اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سب تباحث مسلمانوں کی اپنی خریدی ہوئی ہے۔ اگر مسلمان پردہ کی غرض کو مد نظر رکھتے۔ جو کہ تقویٰ ہے۔ تو آج اس انفصال کی ضرورت پیش نہ آتی۔ وقت ہے۔ کہ مسلمان عورت کی خلقت اور پردہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھیں تاکہ انہیں برادران دیکھنا نصیب نہ ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اصل پردہ تو غضب لبر ہے۔ جو تقولے کی نشانی ہے۔ کیونکہ جو عورت تقولے کو مد نظر نہیں رکھتی۔ اُسے محض ظاہری پردہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ تقولے کی منازل کو طے کرنے کے لئے بعض ظاہری لوازمات سے بھی کام لیا جائے

اور برقعہ یا چادر انہیں لوازمات میں سے ہے۔ قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں نیچی کر لیں۔ اس سے بھی مراد ہے۔ غرض بھر کا حکم مرد کے لئے بھی دیا ہی ہے جیسا عورت کے لئے لیکن اور صحتی سے اس کو مستثنیٰ کیا گیا ہے کیونکہ اس سے کاروبار میں حرج واقع ہوتا تھا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ پردہ عورت کے لئے نہایت لازمی چیز ہے۔ تو پھر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پردہ کس قسم کا ہونا چاہیے؟ میرے نقطہ خیال سے ہم اس کے لئے کوئی خاص قیود مقرر نہیں کر سکتے۔ غرض تو پردہ سے ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ البتہ یہ دیکھنا ضروری ہوگا۔ کہ کسی طرح وہ صحت کے لئے تو مہربان۔ حالات تو قومی تمدن اس کا بہترین حوزہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریعت اس کی تعیین میں سکت ہے۔ ایسے مسائل میں شریعت صرف ان کی غرض اور عام اصول بیان کر دیتی ہے۔ اور باقی کو ہمارے لئے چھوڑ دیتی ہے۔ تاکہ ہم حالات کے ماتحت کر سکیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو شریعت زمانہ کے انقلاب کی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتی۔ اور یہی اسلامی شریعت کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ ہمارا موجودہ برقعہ ایک سیاسی پردہ ہے۔ کیونکہ یہ حالات کے ماتحت اختیار کیا گیا ہے۔

اب اگر کوئی شخص برقعہ کو بالکل لغو اور بے فائدہ قرار دے اور کہے۔ کہ چادر زیادہ سونڈوں ہے۔ تو یہ مناسب نہ ہوگا۔ برقعہ پردہ کے لحاظ سے بہت موزوں ہے لیکن طبی طور پر ایک دو اصلاحوں کا محتاج ہے۔ جو لوگ کلیڈئس کے خلاف ہیں۔ اور اس کو ہر جگہ چادر سے بدلنے کے لئے تیار ہیں۔ میرے خیال میں وہ درست نہیں کہتے۔ کیونکہ چادر صرف محدود حلقوں میں مفید ہو سکتی ہے۔ مثلاً گھر کے آس پاس یا گاؤں میں جہاں مردوں یا مانگے اور موٹر وغیرہ کی آمد رفت کم ہو۔ شہروں میں اس کی ترویج مشکل ہوتی ہے۔ جہاں عورتوں کو بازاروں اور سڑکوں پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ کونیم دار رکھیں۔ تو مکمل پردہ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو شہروں میں رہتے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ عورتوں کا ایسی حالت میں چلنا جبکہ لوگوں کی اخلاقی حالت ابھی اتنی اعلیٰ نہیں۔ کسی طرح بھی خالی از خطرہ نہیں۔ اور اگر بالکل منہ ڈھانپ لیں تو جینا دشوار ہے۔ پس النسب یہی ہے۔ کہ شہروں میں یا اسی طرح کی دیگر جگہوں میں برقعہ ہی پہننا چاہئے۔

برقعہ کو چادر پر ایک اور فوقیت یہ ہے۔ کہ یہ زیادہ قابو میں رہ سکتا ہے۔ اور عورت کے لباس اور اس کے بدن کے دیگر حصے کے پردہ کے لئے محفوظ چیز ہے۔ یہ کہنا کہ برقعہ کی جالی آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے

درست نہیں۔ ممکن ہے۔ اصولاً اس کو کوئی مان لے۔ لیکن تجربہ اس کی شہادت ہمیں دیتا۔ کسی فرانس کے ڈاکٹر کی یہ رائے اسی طرح کا پر و پگینڈا ہے۔ جس طرح کا مخالفین اسلام کے خلاف کرنے کے عادی ہیں۔ یہ ایک کھلی صداقت ہے۔ کہ جالی کے اندر سے باہر کی چیز میں بخوبی نظر آ سکتی ہیں۔ لیکن باہر سے اندر کی چیز نظر نہیں آتی۔ اور جالی جتنی آنکھ کے نزدیک ہو۔ اتنی ہی باہر کی چیز زیادہ صاف نظر آئے گی۔ اس کی منجملہ دیگر وجوہات کے ایک یہ وجہ ہے۔ کہ اندر سے آنے والی روشنی

۵۹

زاویہ انعکاس بہت زیادہ ہوتا ہے اور باہر سے جانیوالی کا تقریباً صفر کے برابر۔ پس اگر نقصان کا احتمال ہے۔ تو باہر سے دیکھنے والے کو نہ کہ اندر والی کو۔ اس لحاظ سے گالز کے فرنگ کا سوال بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ جو علاوہ اس کے مفہوم خیر بھی ہوگا۔ یہ بعض اور پہلوؤں سے بھی قابل اعتراض ہے۔ جنکو میں طوالت کے ڈر سے چھوڑتا ہوں۔

اب رہا ٹوپی کی خوبصورتی اور اس کے گرد تار لگانے کا سوال۔ تاکہ عمل تنفس میں آسانی ہو۔ خوبصورتی کے متعلق عرض ہے۔ کہ اول تو موجودہ ٹوپی کوئی بدنام نہیں۔ بلکہ سادگی کے لحاظ سے بہت اعلیٰ ہے۔ دوسرے اگر خوبصورتی سے مراد اس کو زینت دینا ہے۔ تو یہ ایک پہلو سے پردہ کے مقصد کو باطل کرنے والی ہوگی۔

تار اگر صرف سامنے لگائی جائے تو نہایت بد صورت معلوم ہوگی اور اگر چاروں طرف لگائی جائے تو یہ یو پین عورتوں کی ٹوپیوں کے مشابہ ہوگی۔ جو قومی تمدن کے بالکل خلاف ہے۔

موجودہ برقعہ میں سب سے بڑا نقص یہ ہے۔ کہ اس میں ہوا کی آمد و رفت کا کافی انتظام نہیں۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات جس دم ہونے لگتا ہے۔ دوسرا نقص اس کے بوجھل ہونے میں ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ دس بارہ گز لکھے کا بنا یا جاتا ہے اور پھر سیدھا ٹوپی کے ساتھ سیایا جاتا ہے۔ جس سے سر بہت بوجھل ہو جاتا ہے اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ غیر لوگ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ برقعہ سے یہ تو بندوبست ہو سکتا ہے۔ کہ مرد عورت کو نہ دیکھے۔ لیکن اس کا کیا انتظام ہے۔ کہ عورت مرد کو نہ دیکھے۔ اگرچہ یہ اعتراض اتنا قوی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو حیا اور ضبط نفس سے حصہ وافر عطا کیا ہے۔ اور وہ فقوڑی سی تربیت سے ہی ان خیالات سے بہت بلند پرواز کرنے لگ جاتی ہے۔ جن میں عام طور پر مرد مبتلا ہو سکتا ہے۔ یہ ایک علم نفسیات کا نقطہ ہے لیکن پھر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے۔

پس - ideal برقعہ وہ ہوگا۔ جو ان عام نقائص سے پاک ہو

یہ نقائص اس طرح رفع ہو سکتے ہیں۔ کہ عربی یا ترکی برقعہ کو اختیار کیا جائے۔ عربی برقعہ ایک چادر ہوتی ہے۔ جس کو صرف کندھوں پر سے سیایا جاتا ہے۔ اور سامنے تکوں سے باندھا جاتا ہے۔ اس سے چادر بغیر ہاتھوں میں پکڑنے کے خود بخود قابو میں رہتی ہے۔ چہرہ ایک باہر ایک رد مال سے جس کو پیشانی سے آویزاں کرتے ہیں۔ ڈھانپا رہتا ہے۔ یہ رد مال ایک دوسرے رد مال سے جو سر کے گرد باندھتے ہیں اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ پھر ان کو اور چادر کو سر کے اوپر دو طرفہ پنوں سے مضبوط کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ لمبے کرتے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترکی برقعہ گاؤں کی سی شکل کا ہوتا ہے۔ اس کے اوپر ایک علیحدہ ہڈ ہوتی ہے۔ جیسے آجکل قادیان میں بعض عورتیں پہنتی ہیں۔ لیکن چہرہ کے لئے دیا ہی انتظام ہے۔ جیسا عربی برقعہ میں۔ یہ دونوں قسم کے برقعے ہلکے اور کم کپڑے کے ہوتے ہیں۔ یہ نزدیک ان برقعوں کے استعمال سے وہ تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ جو موجودہ برقعہ میں پائے جاتے ہیں۔ رد مال سے آمد و رفت کا سوال کلی طور پر طے ہو جاتا ہے۔ برقعہ کا بوجھ کندھوں کی وجہ سے بہت ہلکا معلوم ہوتا ہے۔

اگر اہل الرائے اصحاب ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا برقعہ اختیار کرنے کی تجویز پاس کریں۔ تو یہ سوال ہمیشہ کے لئے حل ہو سکتا ہے۔ والہ لام۔ خاکسار (ڈاکٹر) محمد رمضان خان

طیبیوں اور مریضوں کا اور موقع

پنجاب طبی کانفرنس کا دوسرا اجلاس اسمال جالندھر شہر ۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء میں ہونے والا ہے۔ چونکہ دہلی یکھنٹو پچھانہ بلکہ تمام ہندوستان کے سربراہ اور وہ طیبیوں میں بشریہ لائیں گے۔ اس لئے ایک اہم مجلس پیچیدہ اور مشکل امراض کے متعلق وقف کی گئی ہے۔ جس میں مجربات بالخصوص سل۔ دق۔ صرع۔ خنثا زیر قبض۔ داہمی۔ بواسیر۔ آتشک۔ بقرص۔ ذیابیطس پیش کرنے کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔ بہترین مجربات پر سندت۔ انعامات۔ تمغہ عات دے جائیں گے۔ اسذامجربات ۱۹ دسمبر ۱۹۷۶ء تک ہمارے ہاں پہنچ جانے چاہئیں۔ مریضوں کا معائنہ بھی کرایا جائے گا۔

زبدۃ الحکماء حکیم نبی بخش۔ راستہ بازار۔ جالندھر شہر

بانی بہار کا دعویٰ الوہیت

اہل بہار کو کھلا پیغام

الوہیت کو جائز الوہیت پہنانا ناممکن ہے۔ اسی لئے جو لوگ عقیدہ کی مجبوری یا کسی اور خیال سے کسی بشر کو خدا تصور کرتے ہیں۔ ان کو بہت کچھ نفع سے کام لینا پڑتا ہے۔ دعویٰ الوہیت کو اپنی بشریت سے انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بد امت کے خلاف ہے۔ لہذا وہ حصول مقصد کے لئے کبھی الہاد اور کبھی عابد بن جاتے ہیں۔ فرعون جو سب سے نمایاں ہو کر دعویٰ الہاد بنا تھا۔ اس کو بھی ایک وقت با اتفاق رؤسا "الوہن لبشرین مثلنا و قومہما لانا عابدون" (مومنوں کے) کہہ کر موسیٰ و مارون کا ہاتھ اپنی بشریت کا اقرار کرنا پڑا۔ عیسائی جو حضرت مسیح کو خدا خیال کرتے ہیں۔ وہ بھی آپ کی بشریت سے منکر نہیں۔ ان کی تحریر و تقریر میں روزانہ مسیح کو کامل انسان اور کامل خدا کہا جاتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ دعویٰ الوہیت وہ ہوتا ہے۔ جو کبھی بھی اپنی بشریت کا اقرار نہ کرے۔ بالکل غلط اور خلاف قیاس ہے۔

جناب حسین علی صاحب ایرانی کے متعلق نئے بیانیوں اور دوسرے لوگوں میں اختلاف ہے۔ کہ آیا آپ دعویٰ الوہیت تھے یا نہیں؟ بہائی لوگ صاحب موصوف کی مستند تحریریں پیش کرتے ہیں۔ جن میں بشریت کا اعتراف ہے۔ دوسری جانب سے بیسیوں حوالجات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں واضح طور پر جناب بہار اللہ کا دعویٰ خدائی بیان ہے۔ بلا شبہ اگر ثابت ہو جائے۔ کہ آپ دعویٰ الوہیت تھے۔ اور نو بہائی اصحاب کسی مصلحت سے انکار کر رہے ہیں۔ تو بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور بہائیت کی عمارت زمین سے آگتی ہے۔ مگر انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ اگر خود ان کی اپنی تحریریں دعویٰ کی تصدیق نہ کرے تو ہمیں خواہ مخواہ ان کی طرف ایسی بات منسوب نہ کرنی چاہیے۔

ہیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ کہ بعض مقامات پر جناب بہار اللہ نے اپنے متعلق بشریت کا اقرار کیا ہے۔ مگر دنیا میں کونسا ایسا نادان گذرا ہے۔ جو ہمہ حوالج بشریہ بشریت سے منکر ہو کر خدا بن بیٹھا ہو۔ حلال۔ تجسم خدا اور ادنا کے ماننے والے بھی کسی نہ کسی رنگ

میں انسانیت کا ضرور اقرار کرتے ہیں۔ پس لینے حوالجات اگرچہ دس لاکھ بھی کیوں نہ ہوں۔ تو بھی اصل مقصود سے ان کو کچھ علاقہ نہیں ہے۔ اس وقت ہم کسی طویل بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ مختصر طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا کلام بہار اللہ میں ربوبیت کا ادعا موجود ہے؟ جو چاراد دعویٰ ہے کہ بہائی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بیشک کلام الہی میں ایسا دعویٰ موجود ہے۔

جناب بہار اللہ اپنی مشہور کتاب میں لکھتے ہیں:-
"لا اله الا انا القدرکد المسجون" (۲۵۵) "بجز میرے جو تئید میں پڑا ہوں۔ کوئی خدا نہیں" اس صراحت کے باوجود بھی اگر کوئی انکار کرے تو اس کا مرض لاعلاج ہے۔ کیا کوئی بہائی اس حالہ کی کوئی تاویل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! لفظ "المسجون" نے اہل بہار کے تمام عذرات کو باطل کر دیا ہے۔ اب ایک ہی صورت ہے۔ کہ جناب بہار اللہ کو "خدا بصورت انسان" یقین کیا جاوے۔ اسی بنا پر بہائیت نے الہام کی تعریف باب یا بہار کا اپنا کلام قرار دی ہے۔ مقالہ سیما کے اردو ترجمہ میں لکھا ہے:-

مد انوں (باب) نے ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فرشتہ کے ذریعہ اپنے اور پرچی اترنے کا انہوں نے دعویٰ بالکل نہیں کیا (باب الحیات ص ۱۱) بلکہ خود سرزاجین علی صاحب نے لکھا ہے:-
"وہو کوئی اس (خدا) کے کلام کے سننے کا آرزو مند ہو تو اس کے اصفیاء کا کلام سنے" (کلمات مکتوبہ ص ۱۴) اذریں حالات کس عقلمند کو دم ہو سکتا ہے۔ کہ بانی بہائیت دعویٰ الوہیت نہ تھے۔ ابھی حال میں ایک بہائی "ایم۔ اے۔ لطیف" کا مضمون اخبار المحدثت میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ "حضرت حسین علی ثوری پر تجلی بہار الہی" کو رد آئینہ سیکل السانی میں تجلی الہی کا طور قرار دے کر بالتصریح تحریر فرماتے ہیں:-

"کلام الہی سے کہیں ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہیں رسالت کے مقام کا پتہ لگتا ہے۔ اور کسی جگہ عبودیت کبریٰ کی تشریح ہوتی ہے" (المحدثت ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء)
ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ مندرجہ بالا اقتباس میں جو تقسیم مذکور ہے۔ ہر دعویٰ الوہیت کے کلام میں یقین پائی جاتی ہے۔ جب یہ صورت ہے تو پھر الزام الوہیت کی تردید کیے ہوئی؟ پس جناب بہار اللہ کے دعویٰ الوہیت کا انکار دراصل ان سے روگو دلانی ہے۔

لطیفہ
جن بزرگوں کی طرف خدائی منسوب کی گئی ہے۔ یا جو خود الہ بنے ہیں۔ ان کے مروج زندگی مصائب و مشکلات کا انبار نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح۔ راجندر وغیرہ کے حالات دنیا کے سامنے ہیں۔ ان کے علاوہ خود دعویٰ دینے والوں میں فرعون اور بہار اللہ کو دیکھ لیں۔ ہاں ان دونوں کے دعویٰ میں ایک عجیب تضاد نظر آتا ہے۔ فرعون نے رالیسی بی مہلاک مصر وھذہ الا انھاسا تجری من تحتی کی بنا پر رانار بکھرا لا علی" کہا۔ مگر سمندر میں غرق ہونے وقت "امنت بالذی امنت بہ بنواسرائیل" کی صدا بلند کی۔ لیکن بہار اللہ کی بانگ بے سنگام میں اس وقت بلند ہوئی۔ جبکہ آپ تئید میں تھے۔ کہ لا اله الا انا القدرکد المسجون۔ گویا ایک طرح سے فرعون آنجناب کی نسبت عقیدت ثابت ہوا :-

شاکسار اللہ دتا جالسندھری قادیان

سچا مہدی کون ہے؟

رسالہ عمدۃ التنقیح کا بہائی مصنف مہدی آخر الزمان کی نسبت لکھتا ہے:-

"اشاعت میں ہے۔ کہ مہدی قیاس کو کچھ نہ جانینگے۔ پس سے حکم کنند مگر با نقاد ملک مسدود کہ او تقالی لبوئے او فرستادہ باشد۔ پس وہ بھی مہدی حکم نہ فرمائیں گے۔ مگر وہی جو ان کی طرف بذریعہ فرشتہ راستکار خدا انقاہ فرمائینگا۔ یہ عبارت صاحب اشاعت کی حجج الکرامہ ص ۳۳ پر بھی منقول ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہدی جو کچھ کہ فرشتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں پہنچائیگا۔ اسی پر حکم فرمائیں گے" عمدۃ التنقیح ص ۵۵

لیکن علی محمد صاحب کو مہدی مہدیت کہا جاتا ہے اسکی نسبت عبدالبہار عباس آفندی لکھتا ہے:- "اور تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ اپنے اور پرچی اترنے کا انہوں نے دعویٰ بالکل نہیں کیا۔ (ملاحظہ ہو۔ باب الحیات ترجمہ مقالہ سیاح ص ۱۱) اسکے مقابلہ میں ہمارے حضرت اقدس جو مہدی مہدیت ہیں فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ روح القدس سے تائید کھتی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے؟" تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۱

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:- "آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں۔ کہ جو روح القدس کی تائید میں میرا مقابلہ کر سکے" تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۱

اب دیکھئے حضرت مرزا صاحب پر یہ علامت کیسی یقینہ آتی ہے کہ ایک ذرہ بھی فرق نہیں رہتا۔ یوں سچے اور جھوٹے کا فرق ظاہر ہوا کرتا ہے

حافظ سلیم احمد اٹاوی

انکسرتہ رائہن اور بایمکا

اصلاحات کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا ہے۔ اس کا نظام ترکیبی ہر کھاف سے قابل تعریف ہے۔ یہ کمیشن سات ممبروں پر مشتمل ہے جن میں سے پانچ اصحاب دارالعوام اور دو اصحاب دارالخواص سے تعلق رکھتے ہیں کمیشن کے تقرر کے متعلق جو سرکاری اعلان غیر معمولی گزٹ میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمیشن کے ارکان سال نو کے آغاز میں ہندوستان آئیں گے۔ اور حالات کا سرسری مطالعہ کر کے جلد انگلستان واپس ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ ماہ اکتوبر میں پھر ہندوستان آئیں گے۔ اور تحقیقات کے اصل کام کو انجام پذیر کرنے میں مصروف و منہمک ہو جائیں گے۔

کمیشن کے طریق کار کے متعلق بھی سرکاری اعلان میں کافی صراحت موجود ہے۔ بتایا گیا ہے کہ کمیشن کی طرف سے مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کو اس مطلب کی دعوت دی جائے گی۔ کہ وہ اپنے منتخب اور نامزد ممبروں میں سے انتخاب کر کے کمیٹیاں بنائیں۔ اور کمیٹیاں اصلاحات کے متعلق اپنے خیالات اور تجاویز بشکل تحریر کمیشن کے رد پر درکھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس انتظام کی رُود سے کمیشن کو سارے ہندوستان کے خیالات اور تجاویز کا حقیقی طور پر علم ہو جائے گا۔ اور ہندوستان کے ہر حصہ کے باشندوں کے جذبہ جوش اور احساسات کی ترجمانی ایسے لوگوں کے ذریعہ ہوگی جنہیں عوام نے اپنا نمائندہ بنا کر کونسلوں میں بھیجا ہے۔

سرکاری اعلان کے مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب کمیشن اپنی رپورٹ مرتب کرے گا اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ اس پر غور کر چکیں گی۔ تو گورنمنٹ برطانیہ پارلیمنٹ سے درخواست کرے گی۔ کہ وہ کمیشن کی رپورٹ کو قطعی طور پر منظور کرنے سے قبل ہندوستان کی مختلف انجیال سیاسی جماعتوں کی رائے اور تجاویز طلب کر کے غور کرے۔ بالفاظ دیگر اس طور پر نمائندگان ہند کو جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے رد پر بھی اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا ایک موقع ملے گا۔ جہاں تک ہمارے علم و یقین کا تعلق ہے وہاں تک ہمیں یہ

کہنے میں ذرا بھی تاثر نہیں۔ کہ تحقیقات اصلاحات کے لئے موجودہ انتظام سے بہتر اور کوئی انتظام تصور میں بھی نہیں آسکتا۔

کمیشن کے سلسلہ میں یہ دیکھنا ایک حد تک رنجیدہ اور افسوسناک ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو عوام کو اس کے ساتھ مقاطعہ کر لینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کو کمیشن کے نظام ترکیبی پر یہ اعتراض ہے کہ اس کے ممبروں میں ایک بھی ہندوستانی ممبر نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ اصحاب اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ کہ آج کل جبکہ ہندوستان میں فرقہ دارانہ کشیدگی دباؤی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر ذرا بھی اعتماد نہیں۔ ایسے ہندوستانیوں کا دستیاب ہونا قریب قریب غیر ممکن ہے جو سارے ہندوستان کا حق ترجمانی عدلی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ اور جن پر ہندوؤں مسلمانوں سکھوں عیسائیوں اور پارسیوں کو یکساں طور پر اعتماد ہو۔ اگر بحث کی خاطر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ایسے ہندوستانی جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہوں۔ دستیاب بھی ہو سکتے ہیں۔ تو اس امر داغ سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ وہ کمیشن میں دو یا زیادہ سے زیادہ تین سے زیادہ نہیں لئے جا سکتے۔ یہ تعداد اس قدر قلیل ہے۔ کہ جہاں ایک طرف ہندوؤں مسلمانوں سکھوں پارسیوں اور عیسائیوں کے نمائندے اس میں شامل نہیں ہو سکتے وہاں دوسری طرف وہ دو یا تین اصحاب ہندوستان کے ہر صوبہ کا حق نمائندگی بھی ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان عملی طور پر ایک بڑا عظیم ہے اور اس کے ایک حصہ کے لوگ دوسرے حصہ کے لوگوں کے جذبات و احساسات سے قرار واقعی طور پر باخبر نہیں پائے جاتے۔ ان حالات میں یہ اعتراض کہ کمیشن میں ہندوستانی عنصر شامل نہیں۔ بالکل بے وزن اور بے حقیقت ہے۔ بحالات موجودہ ہمیں جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم موجودہ انتظام کو جو ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ پسند کر کے کمیشن کے ساتھ مخلدعا نہ اشتراک عمل کریں وہ لوگ جو رائل کمیشن کی مخالفت اس بنا پر کر رہے ہیں کہ اس میں کسی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا گیا۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ کیتے ہندوستانیوں کو اس میں شامل کیا جاتا۔ تو وہ مطمئن ہو جائے۔ اور وہ ہندوستانی ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیتے کیتے ہوتے۔ یہ ایسا عقوہ ہے جس کا کمیشن کے مخالفوں کو پاس کوئی اثر نہیں ہوتا۔ (حقیقت فہم)

اجتہاد اسلند اور احمدی اہل قلم حضرات

یہ بات کسی حد تک قابل افسوس ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ احمدیہ جماعت خدا کے فضل و کرم سے تمام اکناف عالم میں پھیل چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل شعر کا نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے۔

مقدراست کہ روزے بریں اویم زمین
ہزار ہا دل و جاں براہم خدا با شد

مگر ہمارے اہل قلم حضرات بحیثیت مجموعی سلسلہ کے اخبارات کی طرف سے ایک گونہ بے توجہی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم نے سب بوجھ دارالامان کے بود و باش رکھنے والے حضرات پر ڈالا ہوا ہے۔ جو کہ ایک قسم کی نا انصافی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہونا چاہیے کہ اپنے تجربہ اور اپنے علم سے جمہور کی خدمت کرے۔ لہذا میں اخبار الفضل کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدی حضرات کی خدمت میں متمس ہوں کہ وہ اپنے قیمتی مضامین سے دقتاً وقتاً اپنے قومی اخبار الفضل کے صفحات کو مزین کرتے رہا کریں۔

مضامین کی نوعیت کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں مضامین کا انداز شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے مضامین جو "سندنی چٹھی" کی سرخی کے ماتحت "الفضل" میں چھپتے رہے ہیں۔ کی قسم کا ہونا چاہیے کیونکہ اس قسم کے مضامین پبلک میں بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر اس بات کا انحصار ہر ایک کے میلان طبیعت پر ہے۔

میں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے وعدہ کرتا ہوں کہ دقتاً وقتاً اپنی وسعت کے مطابق کچھ نہ کچھ ہدیہ ناظرین کرتا رہوں گا۔ احمد گل احمدی از عراق

سالانہ جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ اب بہت ہی قریب آ رہا ہے اور دیکھ رہا ہوں کہ جو تحریک جلسہ سالانہ کے اخراجات کیلئے کی گئی تھی وہ اجاب خود بخود ہوتے اور اپنے گھر میں بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے کر چندے لیکر بھجوا رہے ہیں۔ جماعتوں کی طرف سے بھی جوابات موصول ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ سب اجاب اس ضروری کام میں واجب تہی سے کام لینگے۔ (عبدالمعنی ناظر بیت المال قادیان)

اقتباسات

انگلستان میں قانون حرمت

پچھلے دنوں مولوی عبدالرحیم صاحب دردا احمدی ایم۔ اے امام مسجد لندن نے ہوم سکرٹری حکومت برطانیہ اور سفرائے دول اسلامی کے نام ایک مکتوب بھیجا تھا۔ اس مکتوب میں ایک بد زبان مصنف مسٹر ڈیل کی ایک کتاب کی طرف توجہ دلائی تھی جس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت سفیہانہ ہرزہ سرائی کی گئی ہے اس مکتوب کا اثر یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کرنل ہارڈن نے پارلیمنٹ میں ایک تحریک پیش کی کہ عیسائی مذہب کی کتابوں کے خلاف ایسی ہی مکتوبوں کا قانون نافذ ہے۔ اس کا اطلاق ان مطبوعات پر بھی ہونا چاہیے جو اسلام کے خلاف شائع ہوتی ہیں۔ لیکن سر جوائینسن نے جواب دیا کہ حکومت اس تکلیف کو ملاحظہ محسوس کرتی ہے۔ جو کسی مذہب کے پیرو کو اس مذہب پر حملے کی صورت میں ہوا کرتی ہے۔ لیکن ایک ایسی کتاب کے خلاف کسی قسم کی کارروائی بہت مشکل ہے۔ جو اصطلاحی طور پر کفر آمیز یا فحش نہ ہو۔ حکومت موجودہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کرنا چاہتی۔

گویا سر جوائینسن کے نزدیک وہ کتاب جو "ملک معظم کی دس کروڑ رعایا" کے نزدیک کفر آمیز دکھارے اور ناپاک ہو۔ اصطلاحاً بالکل بے ضرر ہے ہم نہیں سمجھتے کہ سر جوائینسن کے نزدیک کفر و فحش کا معیار کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ حکومت موجودہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے اگر مسیحیت اور اس کے باقی کی عزت و حرمت کے تحفظ کے لئے برطانیہ کی کتاب الائن میں ایک قانون موجود ہے تو پھر اسلام کو اس قانون کا فائدہ کیوں نہیں پہنچایا جاتا کیا اسی کا نام مساوات اور مذہبی رواداری ہے۔ جس کا دعویٰ آئے دن انگریز کیا کرتے ہیں؟ کیا ہم یہ تصور کر لیں کہ اسلام کے خلاف انگلستان میں جو ناپاک کتابیں شائع ہوتی ہیں انکی طرف سے حکومت دانستہ اعراض کرنا چاہتی ہے؟ ہمیں امید ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب دردا اپنی مبارک مساعی کو برابر جاری رکھیں گے۔ ہندوستان کے تمام مسلمان اس کوشش میں ان کے مؤید اور ان کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔ (انقلاب)

انگلستان میں توہین اسلام کا مسئلہ

ایران عام میں کرنل ہورڈ بری نے ایک تحریک پیش کی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ جن کتابوں میں مذہب اسلام پر حملے کئے گئے ہیں۔ ان پر اسی قانون کا اطلاق کیا جائے جو ان کتابوں کے متعلق وضع کیا گیا ہے جن میں مسیحی مذہب کی توہین کی گئی ہے۔ اور ان کی دخت و اشاعت کو روکنے کے لئے اسی قسم کا قانون بنایا جائے جس قسم کا قانون ہندوستان میں بنا گیا ہے اس کے جواب میں مسٹر ولیم جوائینسن نے کہا کہ حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اگر کسی مذہب پر حملے کئے جائیں تو اس کے متبعین کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ لیکن کسی ایسی کتاب کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ جو اصطلاحی طور پر مفسد یا نہ یا فحش نہ ہو اور حکومت قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جس طرح ہندوستان میں بعض مشرکین نے اسلام کے خلاف توہین آمیز کتابیں لکھی ہیں۔ اسی طرح بعض انگریز مصنفوں نے بھی اسلام پر بے بنیاد الزامات عائد کر کے اسے رسوا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس قسم کی کتابوں کی اشاعت کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ سلطنت برطانیہ میں کثیر التعداد مسلمان موجود ہیں۔ ہمارے نزدیک سر ولیم جوائینسن کے جواب بے انتہا قابل اعتراض ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت برطانیہ مذہبی رواداری کے مسلک سے ہٹ رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ یہ محقول اور جائز مطالبہ پورا نہ کیا جاتا ہے کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ حکومت ایسے اشخاص کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر ناپاک حملے کرتے ہیں؟ جب مسیحی مذہب کے تحفظ کے لئے قانون بنایا جاسکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اسلام کی حفاظت کے لئے قانون نہ بنایا جائے۔ کیا حکومت اس بات کو پسند کرتی ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کی مسلم رعایا کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچے؟ حکومت برطانیہ ہمیشہ مذہبی رواداری کا ادا کرتی رہتی ہے۔ لہذا اس کے لئے یہ امر لازمی و ملازمی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پورا کرے۔ جس کی ترجمانی کرنل ہورڈ بری نے کی ہے انگلستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں متحدہ طور پر کوشش کریں۔ اور حکومت پر زور دیں کہ وہ قانون میں ضروری ترمیم کر دے۔

(ترجمہ ۲۲ نومبر)

لاکھوں روپیہ کیا کر بھی طینان حاصل ہو

۲ اگست کے اخبار ایوننگ نیوز آف انڈیا نے انگلستان کے ایک لکھ روپیہ مشر جیمز وائیٹ کے بہت دیکھنے اور سبق آموز حالات دئے ہیں۔ اس نے اینٹوں کے بھٹے میں پتھیرے کی حیثیت میں کام شروع کیا تھا۔ اولاً قابلیت اور کوشش سے وہ لندن کا مشہور لکھ روپیہ بن گیا تھا۔ وہ یہ محسوس کیا کرتا تھا۔ کہ دنیا میں صرف روپیہ ہی سب کچھ ہے۔ ایک بار اس نے یہ کہا تھا کہ روپیہ حاصل کرو۔ اور پھر کوئی بھی حالات پیدا ہو جائیں۔ تم ان پر قابو پاسکتے ہو۔ اس کا سواخ لگا رکھتا ہے۔ کہ میں نے بڑی بڑی ہنر مندوں کے موقع پر دیکھا ہے کہ وہاں پر جب جیمز وائیٹ نے روشنی کی جگہ کم کرنے کے لئے پردہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تو جواہرات سے آراستہ آنکھوں والی عورتیں اور بڑے بڑے ذی رتبہ مرد اس کے لئے یہ خدمت بجالانے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ اور چاروں طرف سے اس پر ایسی نگاہیں پڑتی رہی ہیں کہ گویا یہ شخص ہے جو ہمیں نہال کر سکتا ہے۔

لیکن یہ کل دولت۔ شہرت۔ عزت۔ سکھ اور آرام کے سامان اسے سچا طینان نہ دے سکے۔ چنانچہ مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ جن دنوں بہت بڑا دولت مند ہونے کے متعلق اس کی بہت شہرت تھی۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ میں بعض دفعہ حیران ہوتا ہوں۔ کہ آیا یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لائق بھی ہے۔ میں نے خوب روپیہ لگا کر اس کی طاقت سے کئی ایسے شخصوں کو تباہ کیا ہے کہ جنہیں میں پسند نہیں کرنا تھا۔ میں نے لالچ کی حد سے بھی بڑھ کر دولت خراب دیکھی ہے۔ لیکن پھر بھی تم جانتے ہو۔ کہ میں یقینی طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں پھر اپنے لگائے گئے گھر میں غریب مزدور کی حیثیت میں پہنچ جاؤں۔ تب میں اپنی موجودہ حالت سے زیادہ خوش ہوں گا۔ یہ ایک بہت پر معنی اقبال ہے اور جو لوگ دولت کو ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ بہت سبق آموز ہے۔

آخر کار برطانیہ کے زیر اقتدار تیل کے چشموں کے حصے خریدنے پر مقدور سے بڑھ کر سٹہ بازی کرنے سے جیمز وائیٹ تباہ ہو گیا۔ وہ اور اس کے دوست اس بات کے درپے تھے کہ ہم سارے حصے خرید کر پھر ان کی قیمتیں بڑھادیں گے۔ مسٹر وائیٹ بلا سوچے سمجھے بہت سے حصے خریدتا گیا۔ جب سٹاک ایکسچینج ری فیصلہ کا داؤا تو یا تب اپنی ساری پونجی لگانے کے بعد بھی تقریباً سوا کروڑ روپیہ اس کے ذمہ نکلا۔ وہ اس زائد روپیہ کا انتظام نہ کر سکا۔ اور اس صدمہ سے اس نے خودکشی کر لی۔

چھ بالکل نئے دیکھ

دیکھ دیکھ کے بنیادی اصولوں کی تردید میں چھ ٹریکٹ
 حال ہی میں چھپے ہیں۔ جن میں مختلف مسائل پر نہایت ہی
 محققانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حجم ہر ایک کا ۶۷ صفحہ
 اور قیمت فی سینیڈہ تین روپے دو آنہ ان کے نام یہ ہیں۔
 (۱) موجودہ وید الہامی نہیں (۲) ویدرشیوں کی تصنیف ہیں
 (۳) ویدک الہام کی حقیقت (۴) تردید قدامت وید
 (۵) کیا وید ازلی ہیں (۶) ویدوں کی بے اعتباری
 جو دوست سویا سو سے زیادہ تعداد میں منگوائیں گے۔
 انہیں بجائے تین روپے دو آنے کے دو روپے بارہ آنے
 فی سینیڈہ کے حساب سے مل جائیں گے۔ تھوڑی تعداد
 میں چھپے ہیں۔ اس لئے جلد منگوائیں چاہئیں۔ ورنہ دوسرے
 ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

بار بار کے تجربے کے بعد لوگ کیسا فرماتے ہیں۔

”آپکی ”عرقِ محال“ دودھ رنگائی۔ خدا کے فضل سے بڑی فائدہ
 مند ثابت ہوئی۔ براہ عنایت دوشیشی اور روان کریں۔
 (سیدابین غوث صاحب) از شہرہ اللہ
 ”آپکی دوائی سبکی“ ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جس جگہ ہوتا
 رہا ہوں۔ منگواتا رہا ہوں۔ دو عدد دوشیشی اور روان کریں۔“
 (سرتی محمد الدین صاحب) از لاٹکانہ
 ”وجود شیشیاں“ ”عرقِ محال“ کی تنگائی تھیں۔ مجھ کو بہت
 فائدہ کیا۔ دوشیشیاں اور روان کریں۔“
 (سیدابین حسن صاحب) از بجنور
 ”میں آپکی دوائی ”عرقِ تاپ تلی“ انہی اشخاص پر آزمائی۔ اللہ
 کے فضل سے سب کو صحت ہو گئی۔ دافعی آپکی دوائی آپ
 (جناب) شیخ محمد حسین صاحب) سب بچ۔ چونیاں
 غیر قیمتی دوا بننے کے بجائے آزمائی ہوئی تجربہ دوائی سے فائدہ
 قیمت فی شیشی (۱) تین روپے دو آنہ (۲) دوسرے خریدار۔
 ملنے کا پتہ: حافظ شہسوار سول سیکرٹری ہال نمبر ۱ وزیر آباد پنجاب

حسب اہل

محافظ اٹھرا گویاں رجبہ
 کانام
 بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حل کر
 جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں ان کو علم اٹھرا کہتے ہیں۔ اس میں
 کے لئے سولانا سولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی تجربہ اٹھرا
 کا حکم کرتی ہے۔ یہ گویاں آپ کی تجربہ مقبول و مشہور ہیں اور ان کو
 کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خانی گھر
 آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاشانی
 کو بیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ اور خوبصورت اٹھرا کے
 اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی نصرت
 اور دل کی راحت ہوتی ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ
 شروع حل سے آخر حفاظت تک تقریباً ۹۔ تولہ خرچ ہوتی ہیں جو
 ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ (۱) لیا جائے گا۔
 محمد الحسن کاغانی دوا خاں رحمانی قادیان پنجاب

لے کا پتہ
 کراچی و اشاعت قادیان گورنمنٹ پبلسیشن

سیدہ ابرار کالج سکول سندھ
 میں قلیل عرصہ میں اوور سیر اور سب اوور سیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم
 دی جاتی ہے۔ سب سے پہلے سیکشن طلب فرمائیے

اردو ترجمہ فتوحات مکیہ تیس باب کامل
 اردو ترجمہ فتوحات مکیہ تیس باب کامل شرح ہو گیا ہے جسکے
 مولف حضرت شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ ساتویں صدی
 ہجری میں گذرے ہیں۔ جنہوں نے علم تقویٰ اور اسلامی فلسفہ کو ساتویں صدی
 میں زندہ کیا تھا۔ اسلئے دنیا میں ان کا لقب محی الدین مشہور ہے اس کتاب
 میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے بارے میں تاریخی اشارات اور حکمت
 اور علوم لدنیہ الہیہ کے اسرار اور علم تقویٰ کے راز درج ہیں۔ خالق عالم
 کی صفات کے حید اور اسکی عجیب و غریب مخلوق کے خزانہ سے لیکر انسان
 اس کے نیچے کی ہر مخلوق اور دنیا اور آخری جہان اور زمین و آسمان کے
 ابتدائی و انتہائی پیدائش کے اسرار اور احکام الہیہ کی حکمتیں لکھی ہیں۔
 القرض یہ کتاب جو اسرار اور علم الہیہ کا بحر جہار اور علم تقویٰ کی تیسریں
 سب سے بڑی نول مستند کتاب ہے۔ ان سبب محی الدین کی شہادت کیلئے اس کے تصنیف
 حضرت شیخ اکبر ابن عربی علیہ الرحمۃ کا نام کافی ہے۔ ہر کس کی سوت
 زبیدی کے لئے موجودہ ترجمہ کے ابتداء سے لیکر باب تیس کے آخر تک
 دو حصے کے ہیں۔ جنکی مجموعی صحافت سات سو دو صفحہ پر مشتمل ہے
 موجودہ حصہ ہے نہایت مضامین آٹھ صفحوں پر چھپی ہوئی ہے۔ سوت
 ہے۔ ایک حصہ کے خریدار کو دوسرا بھی خریدنا ہوگا۔ خواہ اسکی
 بہتر ترجمہ ترجمہ فتوحات مکیہ کا نام ہے۔ اسکی تصنیف و تالیف
 تحصیل کرنا ہر حال

اگر
 اپنا نام بنیاد و قدم کے رہنا چاہیں تو
 انتخاب جواب لاہور
 کا سلاطین اس کے متعلق جنیڈا میں کو جو موضوع کی
 اشاعتی نہیں ہفت روزہ میں انہی اشاعتی کتابوں کی فہرست
 اور دیگر کتابوں کے لئے طلب کریں

تخالف پشاور
 مشہدی لنگیاں اور پشاور می گاہ
 ہرم کی چوٹی۔ بڑی مشہدی و پشاور لنگیاں مشہدی رومال لیدی
 سوت کے مشہدی قنادین گاہ پشاور می و پشاور لنگیاں قیمت ۱۰ روپے
 کے تحت طلب فرمادیں۔ مال پشاور آئے ہر حصہ ایک کا ٹکڑے
 واپس دی جاوے گی۔ یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو
 سہری چیز دی جائے گی۔
 میا محمد غلام حیدر میجر جنرل صاحب کراچی پشاور

اشاعت کی صحت کے لئے دستخط ہر ایک کے لئے افضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۲۲ نومبر - لاہور آرمی میں مفضل حسین کی جگہ سر عبدالقادر کو جو جو میسر کے عہدے کے خرائض عارضی طور پر انجام دے رہے تھے۔ ان سے سبکدوش کر دئے گئے ہیں۔ سر عبدالقادر اب وکالت کریں گے۔

جدید دہلی ۲۲ نومبر - شہر دہلی کے ایک نقاب کی شکایت پر مسٹر دیش بندھو گپتا وائیکٹر اور شوژان ایڈیٹر ڈنڈا رتیج سے تقریرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت نقاب قوم کے متعلق ایک مضمون شائع کرنے کے الزام میں دارنوں کی تعین کرانی گئی۔ اور ہر دو ملازموں کو پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ مقدمہ کی سماعت ۲۴ دسمبر کو ہوگی۔

لاہور ۲۱ نومبر - لاہور میں ایک جلسہ انتظامیہ نے حکومت صوبہ سرحد پر زور دیا ہے۔ کہ سرحدی قبائل میں جو شیخ آباد تھے۔ ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ اس کی واپسی کا بندوبست کیا جائے۔

لاہور ۲۱ نومبر - آرمی ویران ٹیک چند۔ آئی سی ایس کھنڈر انبار ڈوٹیرن معمولی ملازمت کے بعد آج صبح ۱ بجے ایک جگہ قلب منہ جانے سے فوت ہو گئے۔ لاکھ لاکھ لاشوں پر لاہور لائی گئی۔ اور چار بجے سر شادی لال بلا نگر سے ارتقی نکالی گئی۔

لاہور ۲۱ نومبر ایک بنگالی جو بیل میں ملازمین کی حاضری لگاتے اور ان کی تنخواہ کے بل بنانے پر مقرر تھا۔ دو لاکھ روپے کے قریب غبن کر کے بھاگ گیا۔ خفیہ پولیس اس کی تلاش میں ہے۔

لاہور ۲۱ نومبر - لائی کورٹ الہ آباد میں آج کاشی رام وغیرہ سات ہندو ملازموں کی اپیل خارج کر دی گئی مقدمہ خنساہ فرخ آباد میں ان کو جس دوام عبور دریا سے شور کی سزا ہوئی تھی۔

نئی دہلی ۲۱ نومبر - گذشتہ دو شبہ کے خنساہ میں سری کرشن ساکن بن باس بھی زخمی ہوا تھا۔ آج فوت ہو گیا۔ ایک اور زخمی جنگل کشتہ بھی مر گیا۔

لاہور ۲۱ نومبر - مسٹر اختر علی دیر دیندار کو آج زیر دفعہ ۲۹۲ تقریرات ہند ایک نمونہ اشتہار شائع کرنے کے جرم میں مسٹر چند لال محبٹریش نے پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا دی اور بصورت عدم ادخال زر جرمانہ تین ماہ کی قید سمجھتے۔ جرمانہ داخل کر دیا گیا۔

لاہور ۲۲ نومبر - آج وہ شہر کے بعد دوپہر جلسہ و اشعار

تو ان میں پنجاب کا اجلاس کو نسل چیمبر میں زیر صدارت خان بہادر چوہدری شہاب الدین صاحب منعقد ہوا۔ سب سے پہلے سردار رجبیر سنگھ نے حلف و نفاذی لیا۔ ازالہ لہجہ سوالات و جوابات ہوئے۔

چوہدری رام سنگھ نے سوال کیا۔ کہ ایک سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے جو بیان دیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں اگرچہ کتاب موسومہ انیسویں صدی کے مرثیہ میں قابل اعتراض الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تاہم اس بنا پر کہ جو کتاب مذکور عوام کی نظر تک نہیں گذری۔ لہذا اس کے مصنف پر سزا چلانے کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ کیا آرمی میں ہر نوازہ تباہیں گے۔ کہ اس کتاب کی اشاعت پر کیوں پابندی عائد نہیں کی گئی۔ جو گورنمنٹ کی نظروں میں قابل اعتراض ہے۔ کیا گورنمنٹ کتاب مذکور کو اب ضبط کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

نمبر خزانہ نے جواب دیا۔ کہ گورنمنٹ کی رائے میں کتاب کی اشاعت اتنی کم ہے۔ کہ گورنمنٹ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اور نہ ہی اسے ضبط کرنا چاہتی ہے۔

چوہدری رام سنگھ کے سوال پر نمبر بالیا نے کہا۔ کہ گورنمنٹ کو معلوم ہے۔ کہ قادیان کے ایک مولوی نے "سکھ گوروؤں کی تاریخ اور گورو ناک صاحب کا مذہب" نامی ایک کتاب شائع کی ہے جس میں سکھوں کے مذہب کی توہین کی گئی ہے۔ گورنمنٹ نے سزا کر بلا کتاب کے مصنف کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ کیونکہ اس کی اشاعت بہت کم ہے۔

نئی دہلی ۲۳ نومبر - سرکاری اعلان منظر ہے۔ کہ حکومت ہند نے ہمارا جہ بھرت پور سے بڑھا ہے۔ کہ آیار یا سٹکھ مالی اور انتظامی حالات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن بھیجا جائے۔ ہر ماٹھن ہمارا جہ سے ذمہ داری کی گئی ہے۔ کہ وہ مقررہ میعاد کے اندر اندر جواب دیں۔

لاہور ۲۳ نومبر آج وہ شہر کے صبح مسٹر نیلیوس سٹی جبریش نے لال شام لال ایڈیٹر گورو گھنسال کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ لال صاحب کو دفعہ ۱۵۳ الف کے جرم میں ایک سال قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کا حکم ہوا۔ اور دفعہ ۲۹۲ کے جرم میں ۵۰۰ روپیہ جرمانہ۔ اگر دونوں سزائوں کے جرم سے ادا نہ کئے جاتیں۔ تو مزید چھ ماہ کی سزا سمجھتی پڑے گی۔ یہی سزا میں سید لال شاہ ایڈیٹر ڈیڈ گورو دی گئی ہیں۔

ضلع لائل پور کے دیہات میں مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں کے سوا بلیٹے کی جو خرابی جاری کی گئی تھی۔ گورنمنٹ نے اسے روک دیا ہے۔

لاہور ۲۰ نومبر - جڑانواتک ریوے لائن مکمل ہو چکی ہے۔ اور اس میں ہے۔ کہ گورو صاحب اس کا ۳۰ دسمبر

کو افتتاح فرمائیں گے۔

نئی دہلی ۲۲ نومبر - سر لیمنگ فارٹنگٹن ریڈائزر وزیر جنگ ۹ دسمبر کو بمبئی پہنچیں گے۔

لاہور ۲۰ نومبر - پنجاب خلافت کمیٹی کی مجلس عام کا ایک اجلاس ڈاکٹر شیخ محمد عالم کے نگرہ منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا کہ اس مجلس کی رائے میں آئینی کمیشن کے ساتھ کسی نوعیت کا تعاون قومی مفاد کے لئے بالعموم اور اسلامی کے لئے بالخصوص سہرا ہے۔

نئی دہلی ۲۱ نومبر - ڈاکٹر سیف الدین کچھو کچھو آئی اے ایس لیگ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ لیگ کا آئندہ سال اجلاس عام ۳۰-۳۱ دسمبر کو لاہور میں منعقد ہوگا۔ سر میاں محمد شفیع اس اجلاس کے صدر ہونگے۔

لاہور ۲۱ نومبر - انجمن حمایت اسلام لاہور نے میجر الیگزینڈر ڈرگسن۔ بی۔ اے۔ بیرنٹ۔ ڈی۔ ایس۔ ایس۔ ایچ۔ آف آئز کو پرنسپل اسلامیہ کالج مقرر کیا ہے۔

مالک غیر کی خبریں

القدس ۲۱ نومبر - عمان کا ایک پیغام منظر ہے۔ کہ صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے ہو گیا ہے۔ کہ بغداد اور حیفہ کے درمیان ایک ریلوے لائن تعمیر کی جائے۔ مجوزہ لائن ۴۰۰ میل طویل ہوگی۔ جسکی تعمیر میں تین سال لگنے گئے۔

برسلا ۲۱ نومبر - بیجیم کی وزارت فوجی ملازمت میں تخفیف کے مسئلہ میں اختلافات کے لئے پیدا ہو جانے کے باعث مستعفی ہو گئی ہے۔

لندن ۲۳ نومبر - ہندوستان کے شاہی کمیشن کے بل کی تیسری خواندگی پاس ہو گئی ہے۔ ملک منظم نے اس کے متعلق منظوری دے دی ہے۔

لندن ۲۳ نومبر وزیر ممبر ادل ڈنٹرٹن نے انبارہ کا اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان کے ریفاہم ایجنٹ میں ۱۹۲۱ سے پہلے کبھی شہم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شاہی کمیشن ۱۹۲۱ کے موسم گر سے پہلے اپنی رپورٹ تیار نہیں کر سکے گی۔ اور وہ ہی پارلیمنٹ اس ایجنٹ میں ۱۹۲۱ سے پہلے کسی شہم کی تبدیلی کر سکتی ہے۔ ہر حالت میں دس سال کے عرصہ کا پورا کیا جائے گا۔

اسکو ۲۳ نومبر اناسی کا یہ بیان ہے کہ گورنمنٹ کے ٹریڈ یونین کو مرکزی کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان میں ٹریڈ یونین کا ریس کا ایک دفعہ بھیجا جائے۔ لیجے چیمبر میں اور ہیسو اما سو ہو گئے۔